1

باب 6
بین الاقوامی تنظیمیں

یہ اقوام متحدہ کا نشان ہے۔اس نشان پر دنیا کا نقشہ ہے جس کے چاروں طرف زیتون کی شاخ لپٹی ہوئی ہے جو عالمی امن کی علامت ہے۔ Credit: www.un.org

اجمالی تعارف

اس باب میں ہم سوویت یونین کے زوال کے بعد بین الاقوامی تنظیموں کے کردار کے بارے میں بحث کریں گے۔ہم تحقیق کریں گے کہ دنیا کی موجودہ صورتحال اور مسائل کے درمیان جس میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا اکیلی عظیم طاقت کے طور پر آنا بھی شامل ہے، بین الاقوامی تنظیموں کے ڈھانچوں کو ازسرِ نوتعمیر کرنے کے مطالبے سامنے آئے۔تاکہ وہ ان مسائل کا مقابلہ کرنے کے لائق ہوسکیں۔اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اصلاحات کا زیرنظر پروگرام اس حقیقت کا دلچسپ مظہر ہے کہ اصلاحات کے طریقہ کار میں کیا مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ہم اقوام متحدہ میں ہندوستان کی کارکردگی اور سلامتی کونسل میں اصلاحات کے بارے میں اس کے نظریہ پر بات کریں گے۔باب کا خاتمہ اس بحث پر ہوگا کہ کیا ایک اکیلی عظیم طاقت کے غلبہ والی دنیا میں اقوام متحدہ کوئی کردار ادا کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی ماورائے قوم تنظیموں کا ذکر بھی ہوگا جو دنیا میں اہم کردار نباہ رہی ہیں۔

© NCERT not to be republished

بین الاقوامی تنظیمیں کیوں؟

نیچے دیئے ہوئے دنوں کارٹون کو ملاحظہ کیجیے۔ دونوں کارٹون اقوام متحدہ، جسے عام طور سے یو۔این (U.N.) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کی نااہلی اور غیر مؤثر ہونے پر طنز ہیں جب کہ 2006 میں لبنان میں بحران پیدا ہوا۔ دونوں ہی کارٹون وہ رائے پیش کرتے ہیں جو ہم اکثر سنتے رہتے ہیں۔

دوسری جانب ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ اقوام متحدہ کو آج کی دنیا کی سب سے اہم بین الاقوامی تنظیم مانا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں اکثر لوگ یہ مانتے ہیں کہ اقوام متحدہ کا وجود ناگزیر ہے اور یہ عالمی امن اور ترقی کی امید کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہمیں پھر اقوام متحدہ جیسی تنظیموں کی ضرورت کیوں ہے؟ چلیے دو گھرک بھیدیوں کی بات سنتے ہیں۔

''اقوام متحدہ کی تشکیل عالم انسانیت کو جنت میں لے جانے کے لیے نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کو دوزخ میں گرنے سے بچانے کے لیے ہے''۔ ڈاگ ہیمر شولڈ، اقوام متحدہ کا دوسرا جنرل سکریٹری۔

''باتوں کی دوکان؟ ہاں۔ اقوام متحدہ میں بہت تقریریں اور میٹنگیں ہوتی ہیں خاص طور سے جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس کے موقعے پر۔ لیکن جیسا کہ چرچل نے کہا ہے کہ جنگ کرنے سے بکواس کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور کیا واقعی یہ زیادہ بہتر ہے کہ دنیا میں ایک ایسا مرکزی مقام ہو جہاں دنیا کے سارے ملک ساتھ بیٹھ کر اپنی بکواس سے ایک دوسرے کو بور کریں بجائے اس کے کہ میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کا گلا کاٹیں۔'' ششی تھرور، سابق انڈر سکریٹری اقوام متحدہ برائے مواصلات وابلاغ۔

یہی بات تو لوگ پارلیمنٹ کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں بنانے کی ایک دوکان ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں باتوں کی دوکان کی ضرورت ہے؟

© Harry Harrison, Cagle Cartoons Inc.

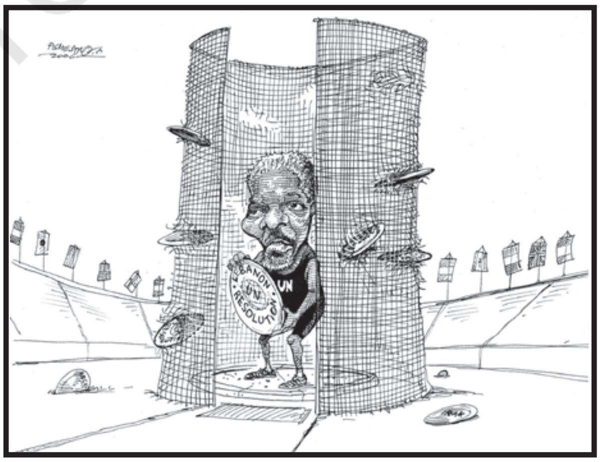

© Petar Pismestrovic, Cagle Cartoons Inc.

جون 2006 میں اسرائیل نے جنگجو تنظیم حزب اللہ کو قابو میں لانے کے بہانے لبنان پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں شہریوں کی ایک بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔ اسرائیلی بمباری کی زد میں نہ صرف غیر فوجی عمارتیں آئیں بلکہ رہائشی عمارتیں بھی تباہ ہوئیں۔ اقوام متحدہ صرف اگست کے ماہ میں اس پر ایک قرارداد پاس کرنے کے قابل ہوئی اور پھر اکتوبر میں اسرائیلی فوجوں نے اس علاقے کو خالی کرنا شروع کیا۔ یہ دونوں کارٹون اس واقعہ میں اقوام متحدہ اور اس کے سکریٹری جنرل کے کردار پر تبصرہ ہیں۔

© NCERT not to be republished

IMF

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) ایک بین الاقوامی ادارہ ہے اور یہ ان مالیاتی اداروں اور اصولوں کی نگرانی کرتا ہے جو بین الاقوامی سطح سطح پر کام کرتے ہیں۔ IMF میں یوں تو 184 ممبر ہیں لیکن ہر ممبر مساوی حصہ نہیں رکھتا۔ چوٹی کے دس ممبر 55 فیصد ووٹ کا حق رکھتے ہیں۔ یہ G-8 کے ممبر ہیں (امریکہ، جاپان، جرمنی، فرانس، برطانیہ، اٹلی، کیناڈا اور روس) سعوی عربیہ اور چین بھی شامل ہیں۔ اکیلے امریکہ کے ووٹنگ حقوق 17.4 فیصد ہیں۔

یہ دونوں اقتباسات کچھ اہم خبر دیتے ہیں۔ بین الاقوامی تنظیمیں دنیا کے ہر مسئلہ کا جواب نہیں ہیں لیکن بہت اہم ہیں۔ حالت امن اور جنگ میں بین الاقوامی تنظیمیں بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ وہ ان ممالک کی مدد بھی کرتی ہیں جو ہماری زندگی کو بہتر بنانے میں تعاون کرتے ہیں۔

دنیا کے ممالک میں آپس میں جھگڑے اور اختلافات ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس نفرت کے معاملہ کی وجہ سے لازمی طور سے جنگ کریں۔ وہ حساس معاملات پر گفتگو کر کے مسئلہ کا ایک پُر امن حل تلاش کر سکتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہی ہے کہ اگرچہ ایسا کم ہی نظر آتا ہے کہ بیشتر جھگڑے اور اختلافات بغیر جنگ کے مل بیٹھ کر ہی حل کیے گئے ہیں۔ اس پس منظر میں ایک بین الاقوامی تنظیم کا کردار بہت اہم ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی بین الاقوامی تنظیم کوئی اعلیٰ ترین ریاست نہیں ہے جس کا حکم اپنے ممبروں پر چلتا ہے۔ ریاستیں ہی بین الاقوامی تنظیم کو تخلیق کرتی ہیں اور یہ انہی کو جوابدہ ہے۔ یہ اسی وقت وجود میں آتی ہے جب ریاستیں اس کی تخلیق پر متفق ہو جائیں۔ اگر ایک بار کسی تنظیم کی تشکیل ہو جائے تو یہ اپنے ممبر ریاستوں کو پر امن طریقہ سے اپنے مسائل حل کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

بین الاقوامی تنظیمیں ایک دوسرے طریقہ سے بھی مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ ایسے بہت سے کام ہیں جو ریاستوں یا ملکوں کو ساتھ ساتھ کرنا چاہئیں۔ ایسے کئی طاقتور مسائل اور چیلنج ہیں جن کا مقابلہ صرف اکٹھے ہو کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال بیماری ہے۔ کچھ بیماریاں ایسی ہیں کہ وہ صرف اسی صورت میں ختم کی جا سکتی ہیں جب دنیا کے تمام ملک اپنی مکمل آبادی کو ان بیماریوں کے خلاف ٹیکے لگوائیں۔ یا عالمی حرارت (global warming) کے مسئلہ کو لیجیے۔ ایک کیمیاوی مرکب کلوروفلورو کاربنز (CFSc) کے بڑھتے ہوئے استعمال کی وجہ سے ماحول کے درجہ حرارت میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ خطرہ ہے کہ سمندر کی سطح بھی بلند ہو جائے گی اور دنیا کے کئی ساحلی علاقے جن میں کہ بڑے بڑے شہر بھی شامل ہیں۔ پانی میں غرق ہو جائیں گے۔ یقیناً ہر ملک عالمی حرارت کا حل اپنے اپنے مفاد کے مطابق سوچ سکتا ہے لیکن آخر میں ایک زیادہ مؤثر طریقہ کی ضرورت ہوگی۔ اس کے لیے کم سے کم تمام بڑی صنعتی طاقتوں کا آپس میں تعاون ضروری ہے۔

آئیے کریں

ان مسائل یا معاملات کی فہرست بنائیے جنھیں کوئی ملک اکیلے حل نہیں کر سکتا اور ایک بین الاقوامی تنظیم کی اس کے لیے ضرورت ہے (اس فہرست میں وہ مسائل مت شامل کیجیے جو اس باب میں زیرِ بحث آ چکے ہیں۔)

© NCERT not to be republished

بدقسمتی سے تعاون کی ضرورت محسوس کرنا اور عملی طریقوں سے واقعی تعاون کرنا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ قومیں ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت کوتسلیم کرتی ہیں لیکن اس پر اتفاق نہیں کرتیں کہ اس سلسلہ میں سب سے بہتر طریقہ کیا ہوسکتا ہے۔ اور تعاون کے فائدہ کوکس طرح بانٹا جائے اوراس کی یقین دہانی کیسے کی جائے کہ تعاون کے فوائد منصفانہ طریقہ سے سب کوملیں گے۔ مزید یہ کہ دھوکہ بازی کا سد باب کس طرح ہوگا۔ بین الاقوامی تنظیم تعاون کے بارے میں اطلاعات اور مطمح نظر فراہم کرنے میں مدد کرسکتی ہے۔ یہ اصول و ضوابط، انتظامی مشین اور دفتری ٹیم مہیا کرسکتی ہے جوممبروں کو یہ اعتماد دلاسکتی ہے کہ تعاون کی قیمت مناسب طریقہ سے مانتی جائے گی اور فوائد میں شرکت بھی منصفانہ طریقہ سے ہوگی۔ مزید یہ کہ اگر کوئی ممبر کسی معاہدہ پر دستخط کرتا ہے تو وہ اس کو آخر تک نباہے گا۔

سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ کو کچھ تھوڑا مختلف کردار ادا کرنا ہوگا۔ جب ریاست ہائے متحدہ امریکہ اوراس کے دوست ممالک فتحیاب ہوکر ابھرے تو دنیا کے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ امریکی قیادت میں مغربی ممالک اتنے طاقتور بن جائیں گے کہ ان کی امنگوں اور تمناؤں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔ کیا اقوام متحدہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کوکسی معاملہ میں گفتگو پر آمادہ کرسکتی ہے اور کیا یہ امریکی حکومت کے اختیارات کومحدود کرسکتی ہے؟ ہم اس سوال کا جواب اس باب کے آخر میں دیں گے۔

اقوام متحدہ کا ارتقا

اگست 1941: امریکی صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ اور برطانوی وزیراعظم ونسٹن چرچل کے اوقیانوس منشور (Atlantic Charter) پر دستخط۔

جنوری 1942: 26 اتحادی قوموں نے، جومحوری قوتوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھیں، واشنگٹن ڈی سی میں Atlantic Charter کی حمایت میں ایک میٹنگ کی اور 'اقوام متحدہ کے اعلان' پر دستخط کیے۔

دسمبر 1943: تین طاقتوں (ریاست ہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور سوویت یونین) کا تہران کانفرنس کا اعلان

فروری 1945: تین لیڈروں (روزویلٹ، چرچل اور اسٹالن) نے یالٹا کانفرنس میں متحدہ اقوام کی ایک کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا تاکہ اقوام متحدہ کی تشکیل کی جاسکے۔

اپریل اور مئی: سان فرانسسکو میں عالمی تنظیم کے موضوع پر دو ماہ طویل اقوام متحدہ کانفرنس۔

26 جون 1945: پچاس ملکوں نے اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط کیے (پولینڈ نے 15 اکتوبر کو دستخط کیے۔ اس طرح سے اس کے تاسیسی ممبر 51 ہوگئے)

24 اکتوبر 1945: اقوامِ متحدہ کی بنیاد رکھی گئی (اوراسی لیے 24 اکتوبر کو یومِ اقوامِ متحدہ منایا جاتا ہے)

30 اکتوبر 1945: ہندوستان اقوام متحدہ میں شامل ہوا۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے جنگی اطلاعات کے دفتر (Office of war Information) نے یہ پوسٹر 1942 کی متحدہ اقوام کے اعلان کے بعد جاری کیا تھا۔ پوسٹر میں ہر اتحادی ملک کے جھنڈے کی تصویر ہے۔ یہ تصویر اقوام متحدہ کے فوجی نقطہ آغاز کو ظاہر کرتی ہے۔

© NCERT not to be republished

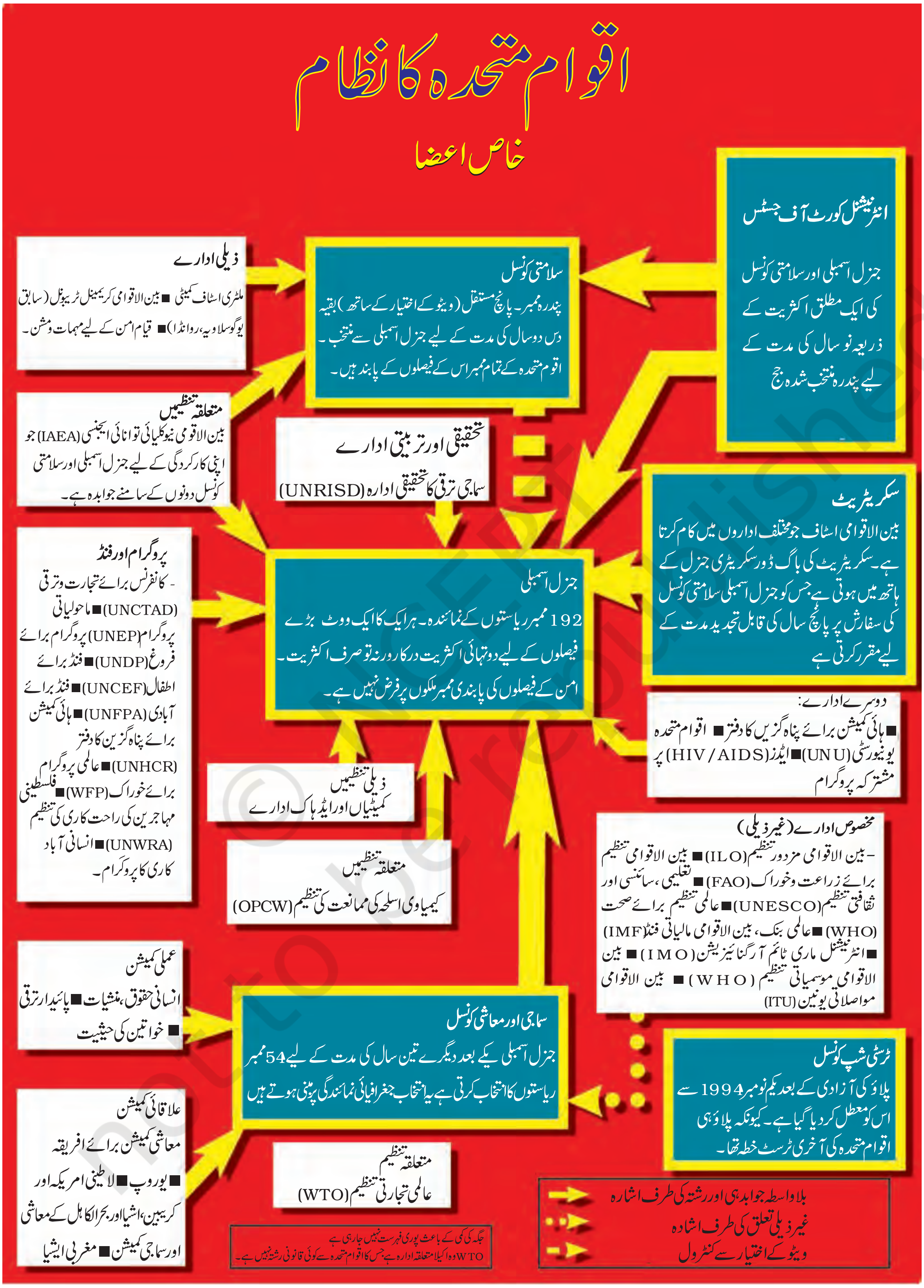

Adapted from http://www.newint.org/issue375/pics/un-map-big.gif

© NCERT not to be republished

اقوام متحدہ کا ارتقا

پہلی عالمی جنگ نے دراصل متنازعہ مسئلوں کے حل کے لیے عالمی تنظیموں یا بین الاقوامی تنظیموں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی۔ اکثر کا خیال تھا کہ ایسی تنظیم جنگ کے ٹالنے میں مددگار ہوسکتی ہے۔ اس خیال کے تحت 'مجلس اقوام' (The League of Nations) کے قیام عمل میں آیا۔ اپنی ابتدائی کامیابیوں کے باوجود یہ دوسری عالمی جنگ (45-1939) روک نہیں سکی۔ اس جنگ میں پہلے سے کہیں زیادہ لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔

اقوام متحدہ، مجلس اقوام کی جانشین ہے اور یہ 1945 میں دوسری عالمی جنگ کے فوراً بعد قائم کی گئی۔ اکیاون ریاستوں نے اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط کرکے اس تنظیم کو زندگی دی۔ دونوں عالمی جنگوں کے درمیان مجلس اقوام جہاں جہاں ناکام ہوئی تھی اقوام متحدہ نے انھی مقامات کو سر کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔

اقوام متحدہ کا اولین مقصد بین الاقوامی تنازعات کو ختم کرنا اور مختلف ریاستوں کے درمیان تعاون کی راہ ہموار کرنا ہے۔ یہ اسی امید کے ساتھ قائم کی گئی تھی کہ مختلف ممالک کے درمیان جھگڑے ختم کرے گی اور ان کو جنگ کی صورت میں تبدیل ہونے سے روکے گی اور اگر اتفاق سے جنگ چھڑ جائے تو دشمنوں کو حدود میں رکھنے کی کوشش کرے گی۔ مزید برآں یہ کہ کیونکہ زیادہ تر اختلافات سماجی اور معاشی پسماندگی کے باعث رونما ہوتے ہیں، اقوام متحدہ کا یہ فرض مانا گیا کہ وہ دنیا کے ممالک کو سماجی اور معاشی ترقی کی راہ دکھانے کے لیے ایک دوسرے کے قریب لائے گی۔

2011 میں اقوام متحدہ کے 193 ممبر تھے۔ اس میں تقریباً سب ہی آزاد ممالک شامل تھے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ہر ملک کا ایک ووٹ ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ممبر ہیں۔ ان میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین شامل ہیں۔ ان کو مستقل ممبری کا درجہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے فوراً بعد یہی سب سے طاقتور ملک تھے دوسرے یہ کہ عالمی جنگ کے اصل فاتح یہی تھے۔

اقوام متحدہ کی سب سے زیادہ نظر آنے والی شخصیت اور اس تنظیم کا نمائندہ سربراہ، اس کا سکریٹری جنرل ہے۔ موجودہ سکریٹری جنرل این ٹونیو گُتریس ہیں۔ اور یہ اقوام متحدہ کے نویں سکریٹری جنرل ہیں۔

اقوام متحدہ کے اور بھی کئی ذیلی ادارے اور ایجنسیاں ہیں سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی میں دنیا کے ملکوں کے درمیان پھیلے ہوئے اختلافات اور امن اور جنگ پر بحث ہوتی ہے۔ سماجی اور معاشی مسائل پر غور وفکر کے لیے بھی کئی ادارے ہیں جیسے عالمی تنظیم صحت (WHO)، اقوام متحدہ کا ترقی کا پروگرام (UNDP) اقوام متحدہ کونسل برائے انسانی حقوق (UNHRC)، اقوام متحدہ ہائی کمیشن برائے پناہ گزیں (UNHCR)، اقوام متحدہ فنڈ برائے اطفال (UNICEF) اور اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (UNESCO)۔ اس کے علاوہ اور بھی ذیلی تنظیمیں ہیں جو غیر سیاسی معاملات کو دیکھتی ہیں۔

آئیے بحث کریں

اس صفحہ پر اقوام متحدہ کے جن ذیلی اداروں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے متعلق کم سے کم ایک خبر کو تلاش کیجیے۔

سرد جنگ ہو یا نہ ہو لیکن اصلاح کی ضرورت ہے۔ صرف عوامی رہنماؤں کو ہی اپنے ملک کی نمائندگی کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ آخر ایک آمر (Dictator) اپنے ملک کے عوام کی نمائندگی میں کیسے بول سکتا ہے؟

© NCERT not to be republished

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل

ٹرگف لائی (1946-1952) ناروے۔ وکیل اور وزیر خارجہ کشمیر کے مسئلے پر ہندوستان و پاکستان کے درمیان جنگ بندی کرائی۔ کوریائی جنگ جلد ختم کرانے میں ناکامی کی وجہ سے تنقید کا نشانہ۔ سوویت یونین نے ان کے اس عہدہ پر دوسری میعاد کی مخالفت کی۔ اس عہدہ سے استعفیٰ دیا۔

ڈاگ ہیمر شولڈ (1953-1961) سویڈن: وکیل اور ماہر معاشیات، نہر سوئز کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے کام کیا اور ساتھ میں افریقہ سے نو آبادیاتی خاتمہ کے لیے بھی۔ کانگو کا بحران سلجھانے کے لیے جو کام کیا اس کے لیے انھیں ان کی موت کے بعد 1961 میں نوبل امن پرائز دیا گیا۔ سوویت یونین اور فرانس نے افریقہ میں ان کے کام پر نکتہ چینی کی۔

یو تھانٹ (1961-1971) برما (مایانمار) مدرس اور سفارت کار۔ کانگو اور کیوبا کے میزائل کے بحران کو حل کرنے کے لیے کام کیا۔ قبرص میں اقوام متحدہ کی امن فوج کو اتارا۔ اور ویت نام میں ریاست ہائے متحدہ کے ملوث ہونے پر اس کی نکتہ چینی کی۔

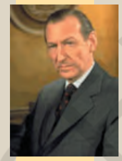

کرٹ والدھائم (1971-1981) آسٹریا، سفارت کار اور وزیر خارجہ، نمیبیا اور لبنان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے کافی کوششیں کیں۔ بنگلہ دیش میں راحت کاری کے کام کی نگرانی کی۔ چین نے اس عہدہ پر تیسری مدت کے لیے ان کی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

جیویر پیرز ڈیسوئیلر (1982-1991) پیرو: وکیل اور سفارت کار، قبرص، افغانستان اور السلواڈار میں امن کے قیام کے سلسلہ میں کام کیا۔ فاک لینڈ جنگ کے بعد برطانیہ اور ارجنٹائن کے درمیان ثالث کا کام کیا۔ نامیبیا کی آزادی کے لیے کوشش کی۔

بطرس بطرس غالی (1992-1996) مصر: سفارت کار، قانون داں، وزیر خارجہ An Agenda for peace کے نام سے ایک رپورٹ پیش کی۔ موزمبیق میں اقوام متحدہ کے مشن میں کامیابی حاصل کی لیکن بوسنیا، صومالیہ اور روانڈا میں ناکامیوں پر مورد الزام ٹھہرائے گئے۔ امریکہ نے شدید اختلافات کی وجہ سے ان کی دوسری مدت کے مواقع ختم کر دیے۔

کوفی، اے، عنان (1997-2006) گھانا، اقوام متحدہ کے افسر، ملیریا، تپ دق اور AIDS سے مقابلہ کے لیے ایک عالمگیر فنڈ قائم کیا، عراق پر امریکی حملہ کو غیر قانونی قرار دیا، 2005 میں کونسل برائے حقوق انسانی اور امن کمیشن قائم کیا۔ 2001 میں نوبل امن پرائز سے نوازے گئے۔

بان کی مون (2007-2016) ری پبلک آف کوریا (جنوبی کوریا)، سفارتکار اور وزیر خارجہ، 1971 کے بعد اس عہدے پر فائز ہونے والے پہلے ایشیائی، ماحولیاتی تبدیلی کو اجاگر کیا، صدی ترقی اہداف پر توجہ مرکوز کی، اقوام متحدہ خواتین کی تشکیل کے لیے کام کیا، تنازعات سے متعلق قرارداد اور ایٹمی ہتھیاروں کی رزوردیا۔

انتونیو مینوئیل دی اولیویرا گٹیر لیس (2017) پرتگال؛ پرتگال کے سابق وزیر اعظم 1995 سے 2002 تک؛ یونائیٹڈ نیشنز ہائی کمشنر برائے رفیوجیز 2005 سے 2015 تک؛ صدر، سوشلسٹ انٹرنیشنل 1999 سے 2005 تک؛ موجودہ اقوام متحدہ کے نویں سیکریٹری جنرل۔

فوٹو: www.un.org

سرد جنگ کے بعد اقوام متحدہ میں اصلاحات

بدلتے ہوئے ماحول میں کسی بھی تنظیم کی بقا کے لیے اصلاح وترقی کا عمل بنیادی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ پچھلے چند سالوں میں اس عالمی تنظیم میں اصلاح کرنے کا مطالبہ کئی بار کیا گیا ہے۔ لیکن اصلاح کی نوعیت کے بارے میں نہ ہی اتفاق رائے ہے اور نہ ہی کوئی وضاحت۔

اقوام متحدہ کی تنظیم میں دو بنیادی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اوّل تو اس کے تنظیمی ڈھانچہ اور طریقۂ عمل میں، دوسرے وہ مسائل جو اس کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ تقریباً سب ہی کا اس پر اتفاق ہے کہ اصلاح کے دونوں پہلو لازمی ہیں۔ لیکن جس پر اتفاق نہیں ہو سکا ہے وہ یہ مسئلہ ہے کہ اس سلسلہ میں قطعی طور سے ٹھیک ٹھیک کیا کرنا ہے، کیسے کرنا ہے اور کب کرنا ہے۔

جہاں تک تنظیمی ڈھانچہ اور طریقہ کار میں اصلاح کا سوال ہے سب سے زیادہ بحث ومباحثہ سلامتی کونسل کی کارکردگی اور طریقہ کار پر ہوا ہے۔ اسی سے متعلق یہ مطالبہ ہے کہ سلامتی کونسل کے مستقل اور غیر مستقل ممبروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ ہم عصر عالمی سیاست کے حقائق بہتر طور سے اس تنظیم کے ڈھانچہ میں ظاہر ہو سکیں۔ خصوصاً ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ سے ممبروں کو بڑھانے کا مطالبہ ہے۔ اس کے علاوہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور مغربی ممالک اس کے انتظام اور بجٹ کے طریقہ پر اصلاح چاہتے ہیں۔

رہے وہ مسائل جن کو ترجیح دینی چاہیے، یا اقوام متحدہ کے دائرہ اختیار میں آنا چاہیں، کچھ ملکوں اور ماہرین کی خواہش ہے کہ اقوام متحدہ امن اور تحفظ کے

© NCERT not to be republished

معاملات میں ایک موثر اور پہلے سے بڑا کردار ادا کرے۔ جب کہ کچھ سمجھتے ہیں کہ یہ تنظیم محض ترقی اور انسانی مسائل کے امور تک ہی محدود رہے (صحت، تعلیم، ماحولیات، آبادی پر روک، انسانی حقوق اور سماجی وجنسی انصاف)

ہم دونوں ہی اصلاحات کے مجموعے پر نظر ڈالتے ہیں خصوصاً انتظامی ڈھانچہ اور ساخت سے متعلق اصلاحات پر۔

اقوام متحدہ 1945 میں دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے فوراً بعد قائم کی گئی اور جو اس کا طریقۂ کار تھا وہ اس زمانے کی ضرورتوں کے مطابق تھا۔ لیکن سرد جنگ کے بعد حقیقتیں بدل چکی ہیں۔ مندرجہ ذیل ایسی چند تبدیلیاں ہیں جو اس دوران عمل میں آئیں:

- سوویت یونین ختم ہو چکی ہے۔
- ریاست ہائے متحدہ امریکہ سب سے مضبوط طاقت ہے
- سوویت یونین کے جانشین روس اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تعلقات بہت بہتر ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔
- چین بہت تیزی سے ایک عظیم طاقت ہونے کی سمت بڑھ رہا ہے۔ ساتھ ہی ہندوستان بھی تیز رفتاری سے ابھر رہا ہے۔
- موجودہ ایشیائی معیشتوں کی ترقی کی رفتار کی مثال بھی پہلے نہیں ملتی۔
- بہت سے نئے ملکوں نے (یا تو مشرقی یوروپ کی سابقہ کمیونسٹ ریاستیں یا وہ ممالک جنھوں نے سوویت یونین سے آزادی پائی) اقوام متحدہ میں شرکت کی ہے۔
- اب دنیا کو بالکل نئے مسائل کا سامنا ہے (نسل کشی، خانہ جنگی، نسلی تفریق، دہشت گردی، نیوکلیائی توسیع، تبدیلِ آب وہوا، ماحولیاتی آلودگی، وبائیں)

ایسی صورت حال میں، 1989 میں، جب کہ سرد جنگ ختم ہو رہی تھی، یہ سوال بھی دنیا کے سامنے آیا کہ کیا اقوام متحدہ کا کام کافی ہے؟ کیا اس کے پاس ضروری وسائل موجود ہیں، اِسے کیا اور کیسے کرنا چاہیے؟ وہ کیا اصلاحات ہیں جس سے یہ بہتر طور پر کام کر سکتی ہے؟ پچھلے پندرہ سالوں سے ممبر ریاستیں ان سوالوں کے تشفی بخش اور قابلِ عمل جواب ڈھونڈنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔

طریقۂ کار اور ڈھانچے کی ترتیب میں اصلاحات

اگرچہ اصلاح کے معاملے میں سب متفق ہیں لیکن سب کا اتفاق اس بات پر مشکل ہے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی اصلاح کے سلسلے میں جو بحث ہوئی ہے سب سے پہلے اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔ 1992 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد میں تین شکایتیں نمایاں تھیں:

اقوام متحدہ 60 سال: تجدید کا وقت

بشکریہ: www.un.org

- سلامتی کونسل ہم عصر سیاسی حقیقتوں کی نمائندگی نہیں کرتی ہے۔
- اس کے فیصلے صرف مغربی اقدار اور مفادات کے حق میں ہوتے ہیں جن پر چند طاقتوں کا غلبہ ہے۔
- اس میں نمائندگی غیر مساوی ہے۔

ترتیبِ نو کے اس روز افزوں مطالبے کے پیش نظر سکریٹری جنرل کوفی عنان نے یکم جنوری 1997 کو اس مسئلے کی تحقیق شروع کی کہ اقوام متحدہ میں اصلاحات کیسے ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر سلامتی کونسل میں نئے ممبر کیسے منتخب کیے جائیں؟

تب سے اب تک کچھ ایسے اصول وضوابط اور معیار بنائے گئے جن کی بنیاد پر سلامتی کونسل کے نئے مستقل یا غیر مستقل ممبر کا انتخاب ہوسکتا ہے۔ یہ رائے بھی دی گئی ہے کہ نیا ممبر مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہو۔

- ایک بڑی معاشی قوت ہو۔

2005 میں اقوام متحدہ کے
بجٹ میں چوٹی کے دس حصہ دار

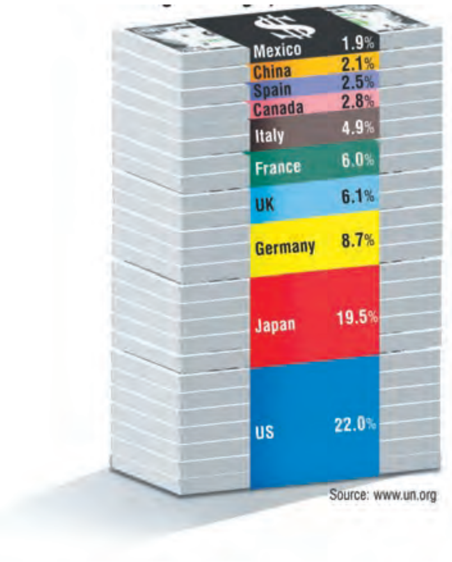

- ایک بڑی فوجی طاقت ہو۔
- اقوام متحدہ کے بجٹ میں قابلِ ذکر حصہ داری ہو۔
- آبادی کے لحاظ سے ایک بڑی قوم ہو۔
- ایسی قوم جو انسانی حقوق اور جمہوریت کا احترام کرتی ہو۔
- ایسا ملک جو جغرافیہ، معاشی نظام اور تمدن کی رنگارنگی کے اعتبار سے سلامتی کونسل میں دنیا کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی کرسکتا ہو۔

بظاہر ان میں سے ہر معیار میں کچھ نہ کچھ معقولیت ہے۔ حکومتیں اپنے حوصلوں اور مفادات کے پیش نظر کچھ کو نفع بخش سمجھتی ہیں اور کچھ کو غیر نفع بخش۔ اگرچہ کچھ ملکوں کو سلامتی کونسل کا ممبر بننے میں دلچسپی نہ ہو لیکن ان کو یہ معیار مشکوک اور ناقابل عمل نظر آتا ہے۔ آخر سلامتی کونسل کے ممبر ہونے کے لیے کتنی بڑی فوجی یا

عالمی بینک

عالمی بینک دوسری عالمی جنگ کے دوران 1944 میں قائم کیا گیا۔ اس کی سرگرمیوں کا محور ترقی پذیر ممالک ہیں۔ اس کی کارکردگی میں فروغ انسانی کے وسائل (تعلیم وصحت)، زراعت اور دیہی ترقی (آبپاشی، دیہی خدمات)، ماحولیاتی تحفظ (آلودگی میں اضافہ، اصول اور ضابطوں کی تشکیل اور نفاذ)، لوازمات (سڑکیں، بجلی اور شہری ترقی) اور حکومتی طریقۂ کار (اینٹی کرپشن قانونی اداروں کا فروغ) شامل ہیں۔ یہ ممبر ملکوں کو قرضے اور مدد فراہم کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ ترقی پذیر ممالک کی معاشی پالیسی پر بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔ اس پر یہ نکتہ چینی کی جاتی ہے کہ قرض کے ذریعے یہ غریب قوموں کے معاشی پروگرام کو ترتیب دیتا ہے اور یہ ایسی شرطیں عائد کردیتا ہے جن سے آزادانہ مارکیٹ کو فروغ حاصل ہو۔

WORLD BANK

© NCERT not to be republished

معاشی قوت ہونی چاہیے؟ اقوام متحدہ میں کتنی بڑی حصے داری کسی ملک کے لیے سلامتی کونسل میں جانے کی راہ ہموار کرے گی؟ ایک ایسے ملک کے لیے جو دنیا میں ایک بہتر رول ادا کرنا چاہتا ہو، وسیع آبادی ایک ذمہ داری ہے یا خوبی؟ اگر حقوق انسانی اور جمہوریت کا احترام سلامتی کونسل میں داخلے کا معیار ہے تو صاف و شفاف ریکارڈ رکھنے والے ملک اس قطار میں لگ جائیں گے لیکن کیا وہ کونسل کے ممبر کی حیثیت سے موثر ثابت ہوسکیں گے؟

مزید یہ کہ نمائندگی کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ کیا جغرافیائی اعتبار سے برابری کا مطلب یہ ہے کہ افریقہ، ایشیا، لاطینی امریکہ اور کیریبین کو ایک ایک سیٹ ملے گی؟ اور کیا دوسری جانب نمائندگی کا معیار بجائے براعظموں کے علاقے ذیلی علاقے ہوں گے؟ اور برابر نمائندگی کا مسئلہ جغرافیائی اعتبار ہی سے کیوں سلجھایا جائے اور معاشی ترقی کی سطح کے اعتبار سے کیوں نہ سلجھایا جائے؟ دوسرے الفاظ میں ترقی پذیر دنیا کے ممالک کو کیوں نہ زیادہ سیٹیں دی جائیں؟ لیکن یہاں بھی مشکلات ہیں۔ ترقی پذیر دنیا کے ممالک کے درمیان ترقی کی کئی سطحیں ہیں۔ پھر ثقافت وتمدن کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا مختلف ثقافت وتمدن اور 'تہذیب' کو اور زیادہ متوازن طریقے سے نمائندگی ملنی چاہیے؟ اور یہ کہ دنیا کو مختلف تہذیب وتمدن میں کیسے تقسیم کرسکتے ہیں جب کہ کئی تہذیبی دھارے ایک ہی ملک میں ساتھ ساتھ موجود ہیں؟

ایک متعلقہ حل یہ بھی تھا کہ ممبرشپ کی نوعیت ہی بدل دی جائے۔ مثال کے طور پر کچھ ملکوں کا اصرار ہے کہ مستقل ممبروں کا حق نامنظوری (Veto Power) کو ختم کردیا جائے۔ اکثر کا خیال یہ ہے کہ ویٹو کا اختیار

آئیے، مل جُل کر کریں

اقدام

- کلاس کو چھ گروپ میں تقسیم کردیجیے۔ ہر گروپ سلامتی کونسل میں مستقل ممبرشپ کے لیے ان چھ معیاروں میں سے، جو یہاں گنائے گئے ہیں، کسی ایک معیار (اور اگر زیادہ معیار ہیں تو ایک سے زیادہ) کا مطالعہ کرے گا۔
- ہر گروپ اپنے معیار کے مطابق اپنے مستقل ممبروں کی فہرست بنائے گا (مثال کے طور پر آبادی والا گروپ، پانچ سب سے بڑی آبادی والے ممالک کی فہرست بنائے گا)
- ہر گروپ اپنی بنائی ہوئی فہرست کو پیش کرے اور اسباب بتائے کہ اس کے معیار کو کیوں قبول کیا جائے۔

استاد کے لیے ہدایات:

- طلبا کو اپنا گروپ اختیار کرنے کی آزادی دیجیے۔
- تمام فہرستوں کا موازنہ کیجیے اور دیکھیے کہ ایک نام کتنی فہرستوں میں مشترک ہے اور ہندوستان کا نام کتنی فہرستوں میں آتا ہے۔
- کچھ وقت کھلے بحث ومباحثہ کے لیے بھی رکھیے جس میں معیار کو پروئے کار لایا جاسکے۔

جمہوریت کی روح کے منافی ہے اور اس سے اقوام متحدہ میں ممبروں کی خودمختاری پر ضرب پڑتی ہے۔ عام طور سے یہی خیال ہے کہ ویٹو کا اختیار نہ اب صحیح ہے اور نہ ہی مناسب۔

سلامتی کونسل کے اندر پانچ مستقل اور دس غیر مستقل ممبر ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور نے پانچ مستقل ممبروں کو یہ خصوصی درجہ دیا ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا میں امن اور استحکام قائم رکھنا ان کی ذمہ داری ہے۔ استقلال اور ویٹو کا حق پانچ مستقل ممبروں کی خصوصی مراعات ہیں۔ غیر مستقل رکنیت کی مدت دو سال ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ جگہ انھیں نئے ممبروں کے لیے خالی کرنی پڑتی ہے۔ ایک ملک ایک مدت ختم

© NCERT not to be republished

یہ بڑی ناانصافی ہے۔ اصل میں کمزور ممالک کو ویٹو (Veto) کے حق کی ضرورت ہے نہ کہ وہ جو پہلے سے ہی بے حد طاقت ور ہیں۔

کرنے کے فوراً بعد دوبارہ منتخب نہیں ہوسکتا۔ غیر مستقل ممبروں کے انتخاب کے طریقۂ کار کے باعث دنیا کے تمام ملکوں کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ غیر مستقل ممبروں کو ویٹو کا حق حاصل نہیں ہے۔ آخر ویٹو (Veto) ہے کیا؟ سلامتی کونسل میں فیصلے رائے شماری سے کیے جاتے ہیں۔ ہر ممبر ملک کا ایک ووٹ ہوتا ہے۔ لیکن مستقل ممبر اپنے ووٹ کا منفی استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ یعنی اگر تمام مستقل اور غیر مستقل ممبران ایک فیصلہ پر متفق ہو جائیں تب بھی ایک مستقل ممبر اپنے ووٹ کو منفی (Negative) طریقے سے استعمال کر کے وہ فیصلہ ختم کر سکتا ہے۔ یہ منفی ووٹ ویٹو کہلاتا ہے۔

اگرچہ ویٹو کے حق کو ختم کرنے یا کم سے کم اس کے طریقۂ کار میں ترمیم کے حق میں تحریک ہو رہی ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ مستقل ممبر اس اصلاح سے اتفاق نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ سرد جنگ ختم ہو چکی ہے پھر بھی دنیا ایسے انقلابی قدم کے لیے خود کو تیار نہیں پائے گی۔ بغیر ویٹو کے اختیار کے خطرہ یہ ہے کہ 1945 کی طرح بڑی طاقتیں اس تنظیم سے کوئی دلچسپی نہیں رکھیں گے اور جو جی چاہے گا اس کے دائرہ اقتدار سے باہر رہ کر کریں گی اور ان کی مدد اور کارروائیوں میں حصہ داری کے بغیر یہ تنظیم غیر موثر ہو کر رہ جائے گی۔

آیئے بحث کریں

دیرپا ترقی کے مقاصد کیا ہیں؟

اقوام متحدہ کا دائرہ کار

ممبر شپ کا سوال کافی سنجیدہ ہے۔ حالانکہ دنیا کے سامنے اس سے بھی زیادہ اہم مسائل ہیں۔ جب اقوام متحدہ نے

مستقل ممبران کے ذریعے 2006 تک ویٹو پاور کا استعمال

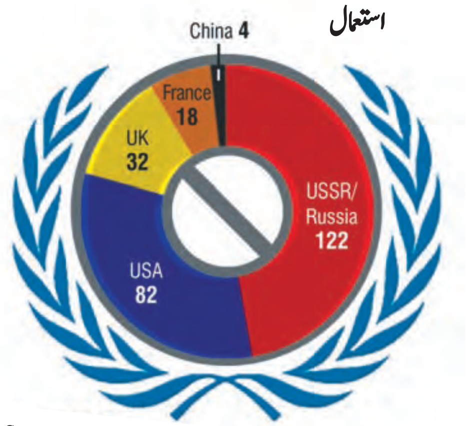

Source:www.un.org

اپنے ساٹھ سال پورے کر لیے تو تمام ممبر ریاستوں کے سربراہ ستمبر 2005 میں یہ تقریب منانے اور صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے جمع ہوئے۔ تمام سربراہان مملکت نے اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا کہ بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ اقوام متحدہ کو زیادہ معتبر اور متعلقہ بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدام کیے جانے چاہئیں۔

- امن کو پروان چڑھانے والے کمیشن کی تشکیل۔
- اگر قومی حکومتیں اپنے شہریوں کو جبر و تشدد سے محفوظ نہ رکھ سکیں تو پھر یہ ذمے داری بین الاقوامی برادری کو قبول کرنی پڑے گی۔
- کونسل برائے حقوق انسانی کا قیام (یہ 19 جون 2006 سے کام کر رہی ہے۔)
- دیرپا ترقی کے مقاصد کے حصول پر اتفاق رائے۔
- دہشت گردی کی ہر صورت اور ہر قسم کی مذمت۔
- ڈیموکریسی فنڈ کی تشکیل۔
- ٹرسٹی شپ کونسل (Trusteeship Council) کو ختم کرنے پر اتفاق رائے۔

یہ دیکھنا زیادہ مشکل نہیں ہے کہ خود اقوام متحدہ کے لیے بھی یہ مسائل بہت حساس ہیں، ایک امن کو پروان چڑھانے والا کمیشن آخر کیا کرے گا؟ دنیا میں اتنے اختلافات اور جھگڑے ہیں تو یہ کمیشن کہاں تک دخل اندازی کرے گا؟ اور کیا یہ ممکن بلکہ کیا یہ مناسب ہوگا کہ کمیشن ہر معاملہ میں دخل اندازی کرے؟ اسی طرح سے جبر و استبداد کے مقابل بین الاقوامی برادری کی ذمے داری کیا ہے؟ انسانی حقوق کیا ہیں اور کس سطح تک پہنچنے میں ان کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ ان کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ یہ سب کون بتائے گا؟۔ ایسی صورت حال میں جب کہ دنیا کے زیادہ تر ممالک ترقی پذیر ہیں، اقوام

سوڈان میں دارفر میں ہونے والے انسانی بحران 2003 سے عالمی برادری کی طرف سے محض دکھاوے کے ہی وعدے کیے گئے۔ کیا آپ یہ سوچتے ہیں کہ ایسی صورت حال میں اقوام متحدہ مداخلت کر سکتی ہے؟ کیا یہ اس کے فیصلے میں تبدیلی کی متقاضی ہے۔

اقوام متحدہ کی امن بحالی مہم کا نقشہ

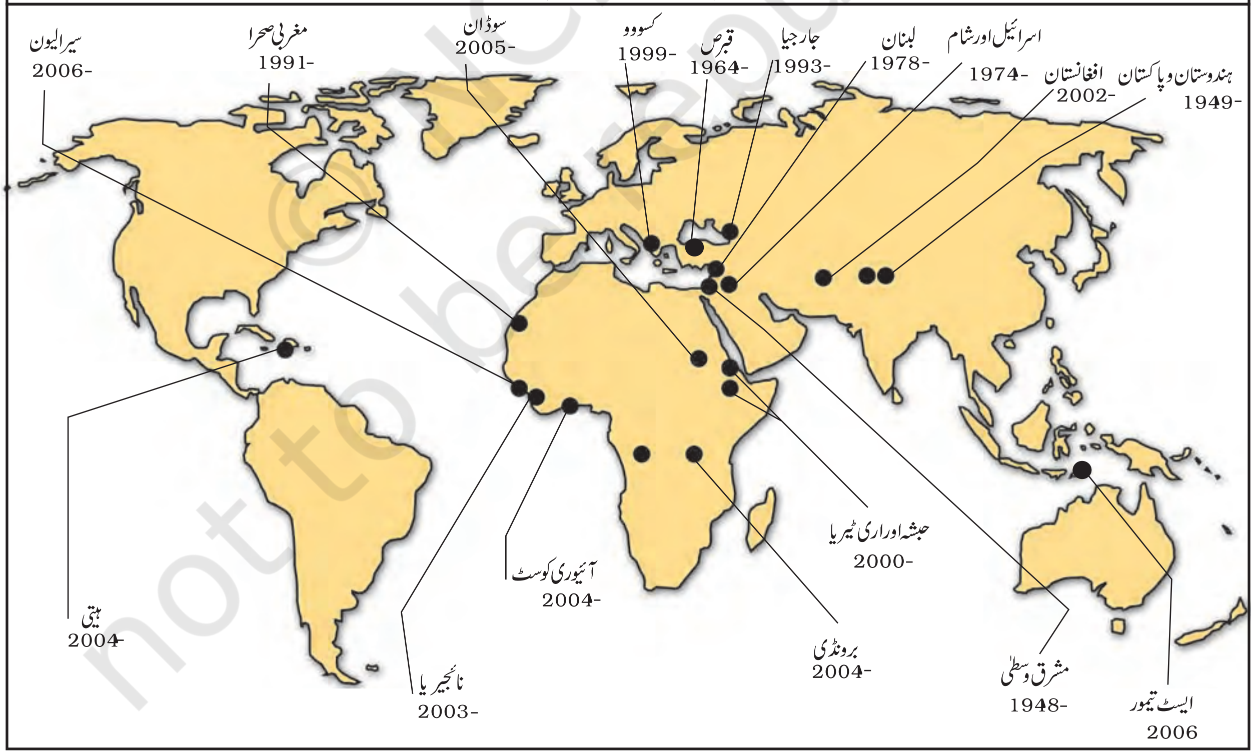

ماخوذ: http://www.un.org/depts /dht/maplib/flag.html. کیا اقوام متحدہ کو اپنی امن بحالی کی سرگرمیوں کو بڑھا دینا چاہیے؟ جہاں پر آپ اقوام متحدہ کی امن وامان قائم کرنے والی فوجوں کو دیکھنے کے آرزومند ہوں دنیا کے اس حصہ پر تارے کا نشان بنائیں۔

© NCERT not to be republished

کیا ہم پانچ بڑوں کی سرداری کی مخالفت کرتے ہیں یا پھر ہم ان میں سے ایک بننا چاہتے ہیں۔

متحدہ کے لیے یہ کہاں تک زیبا ہے کہ دیرپا ترقی مقاصد میں تحریر کردہ باحوصلہ اور بامنگ پروگرام کو مکمل کرنے میں وقت صرف کرے؟ کیا دہشت گردی کی تعریف پر اتفاق رائے ہوسکتا ہے۔ جمہوریت کی بڑھوتری کے لیے اقوام متحدہ پیسہ کس انداز میں خرچ کرے گی وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان اور اقوام متحدہ کی اصلاحات

اقوام متحدہ کے تنظیمی ڈھانچے کی از سرِ نو تشکیل کی ہندوستان کئی وجہ سے حمایت کرتا ہے۔ اس کے خیال میں ایک زیادہ طاقت ور اور نئی روح والی اقوام متحدہ بدلتی ہوئی دنیا کے لیے زیادہ مناسب ہوگی۔ ہندوستان فروغ اور تعاون کی راہ پر اقوام متحدہ کے ایک وسیع تر کردار کی حمایت کرتا ہے جو وہ مختلف ریاستوں کے درمیان ادا کرے۔ ہندوستان کا یہ بھی خیال ہے کہ فروغ اور ترقی اقوام متحدہ کے ہر پروگرام کا مرکزی نقطہ نظر ہونا چاہیے اس لیے کہ بین الاقوامی امن اور سلامتی کے لیے یہ پہلے سے ایک متعین شرط ہے۔

لیکن ہندوستان کے اصل اندیشے سلامتی کونسل کی ساخت کے بارے میں ہیں جو جنرل اسمبلی کے ممبروں میں تعداد کے کافی اضافہ کے باوجود ساکن و جامد رہی ہے۔ ہندوستان کے خیال میں اس سے سلامتی کونسل کی نمائندہ نوعیت کو نقصان پہنچا ہے۔ ہندوستان یہ دلیل بھی سامنے لاتا ہے کہ ایک وسیع تر سلامتی کونسل جو زیادہ نمائندگی کی حامل ہو عالمی برادری کی حمایت اور قبولیت کی زیادہ اہل ہوگی۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ 1965 میں سلامتی کونسل کے ممبروں کی تعداد گیارہ سے بڑھا کر پندرہ کردی گئی تھی لیکن مستقل ممبروں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا تھا۔ جب سے اب تک سلامتی کونسل کی جسامت جوں کی توں ہے۔ اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ اس وقت جنرل اسمبلی کے ممبروں میں اکثریت ترقی پذیر ممالک کی ہے۔ اس لیے ہندوستان کی دلیل یہ ہے کہ ان ترقی پذیر ممالک کو بھی سلامتی کونسل میں جگہ ملنی چاہیے تاکہ وہ ان فیصلوں پر جو ان کے بارے میں سلامتی کونسل میں کیے جائیں اثر انداز ہوسکیں۔

ہندوستان مستقل اور غیر مستقل ممبروں کی تعداد میں اضافہ کا حامی ہے۔ ہندوستانی نمائندوں کی دلیل یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں سلامتی کی سرگرمیاں کافی بڑھ گئی ہیں۔ سلامتی کونسل کی کارروائیوں کی کامیابی کا انحصار بین الاقوامی برادری کی سیاسی حمایت پر ہے۔ لہٰذا سلامتی کونسل کے ڈھانچہ میں تبدیلی لانے کا

عالمی تجارتی تنظیم (WTO)

عالمی تجارتی تنظیم (The World Trade Organisation) ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو عالمگیر تجارت کے لیے قانون اور اصول وضع کرتی ہے۔ یہ تنظیم 1995 میں قائم ہوئی۔ یہ دراصل معاہدہ عامہ برائے تجارت ومحصول (GATT) کی جانشین ہے جو دوسری عالمی جنگ کے بعد وجود میں آئی تھی۔ 29 جولائی 2016 کے مطابق اس کے ممبروں کی تعداد 164 ہے۔ سارے فیصلے مجموعی اتفاق رائے سے طے پاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بڑی معاشی طاقتیں جیسے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، یوروپی یونین اور جاپان وغیرہ WTO کے اصول وضوابط کو اپنے مفاد میں وضع کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک اکثر غیر شفافیت کی شکایت کرتے ہیں اور یہ کہ بڑی طاقتیں اکثر ان کو دھکا دے کر آگے نکل جاتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

کوئی بھی پروگرام وسیع بنیادوں پر رکھا جائے۔ مثال کے طور پر سلامتی کونسل کے اندر ترقی پذیر ممالک کی نمائندگی زیادہ ہونی چاہیے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اقوام متحدہ کے ترمیم شدہ ڈھانچے میں ہندوستان خود ایک مستقل ممبر کی حیثیت لینا چاہتا ہے۔ ہندوستان دنیا کا دوسرا سب سے بڑی آبادی والا ملک ہے اور دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ اس میں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ ہندوستان نے اقوام متحدہ کی کم وبیش تمام سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔ اقوام متحدہ کی قیام امن کی کوششوں میں اس کا ایک طویل اور قابل قدر حصہ ہے اور عالمی سطح پر جس طرح سے ہندوستان ایک معاشی قوت بن کر سامنے آیا ہے اس نے ہندوستان کے سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ہونے کے دعوے کو کافی تقویت پہنچائی ہے۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے فنڈ میں ہندوستان اپنے حصہ کی رقم تسلسل کے ساتھ ادا کر رہا ہے اور اس معاملے میں کبھی لاپرواہی نہیں برتی۔ ہندوستان اس سے بھی باخبر ہے کہ سلامتی کونسل کی مستقل ممبر شپ ایک بڑی اہمیت کی علامت ہے۔ اس کا مطلب عالمی معاملات میں اُس ملک کے کردار اور سرگرمیوں کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ بڑھا ہوا درجہ کسی بھی ملک کے لیے اس کی خارجہ پالیسی کے نفاذ میں مددگار ثابت ہوگا اس لیے کہ طاقت ور ہونے کی ساکھ موثر ہونے میں بھی مدد کرتی ہے۔

سلامتی کونسل میں ویٹو کا اختیار رکھنے والی طاقت بننے کی شدید خواہش کے باوجود کچھ ریاستیں ہندوستان کی شمولیت کی مخالف ہیں۔ اور اسی معاملے میں پڑوسی

بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی-IAEA

بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی IAEA کا قیام 1957 میں عمل میں آیا۔ اس کا مقصد ریاست ہائے متحدہ کے صدر ڈیوٹ آئزن ہاور کی پیش کش، 'ایٹم امن کے لیے' کی تکمیل تھا جس کے مطابق نیوکلیائی طاقت کا استعمال پرامن مقاصد کے لیے ہوگا اور اس کے فوجی استعمال پر روک لگائی جائے گا۔ IAEA کی ٹیم مقررہ معیاد پر پوری دنیا کے نیوکلیائی تجربہ گاہوں کا معائنہ کرتی ہیں تاکہ کہیں بھی شہری ری ایکٹر فوجی مقاصد کے لیے نہ استعمال ہوں۔

ملک پاکستان، جس کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات تکلیف دہ ہیں، اکیلا نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کچھ ملکوں کو ہندوستان کی نیوکلیائی صلاحیتوں سے خطرہ ہے۔ کچھ کا خیال ہے کہ پاکستان کے ساتھ ہندوستان کی مشکلات اس کے مستقل ہونے کو غیر موثر کر دے گی۔ کچھ کا خیال ہے کہ اگر ہندوستان کو سلامتی کونسل میں مستقل ممبر کی جگہ ملتی ہے تو دوسری ابھرتی ہوئی قوتوں کو بھی جیسے کہ برازیل، جرمنی، جاپان یہاں تک کہ جنوبی افریقہ جس کی وہ مخالفت کرتے ہیں، جگہ ملنی چاہیے۔ کچھ کا خیال ہے کہ چوں کہ جنوبی امریکہ اور افریقہ دو ایسے براعظم ہیں جن کی سلامتی کونسل میں کوئی مستقل ممبر شپ نہیں ہے لہٰذا ان کو نمائندگی ضرور ملنی چاہیے۔ مستقبل قریب میں ہندوستان یا کسی اور ملک کے لیے سلامتی کونسل کا مستقل ممبر بننا اتنا آسان نہیں ہے۔

اقوام متحدہ ایک قطبی دنیا میں

اقوام متحدہ کی اصلاحات اور تشکیل نو کے سلسلے میں جو

کیا ہوگا اگر اقوام متحدہ کسی کو نیویارک بلائے اور ریاست ہائے متحدہ اس کو ویزا دینے سے انکار کردے۔

امیدیں لگائی جارہی ہیں اس میں کچھ ملکوں کی یہ تمنا بھی شامل ہے کہ اسی ایک قطبی دنیا جس میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہی بغیر کسی مقابل کے عظیم طاقت ہے، یہ اصلاحات اقوام متحدہ کو بہتر طریقہ سے کام کرنے کی قوت دیں گی۔ کیا اقوام متحدہ ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مقابلہ میں غلبہ کا توازن برقرار رکھ سکے گی؟ کیا یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور باقی دنیا کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری کرواسکتا ہے اور امریکہ کو اس کی من مانی کرنے سے روک سکتی ہے؟

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طاقت پر آسانی سے روک نہیں لگائی جاسکتی۔ سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ سوویت یونین کی عدم موجودگی میں امریکہ ہی عظیم طاقت رہ گئی ہے اور اپنی فوجی اور معاشی طاقت کے بل پر یہ اقوام متحدہ یا کسی بھی بین الاقوامی تنظیم کو نظر انداز کرسکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ خود اقوام متحدہ کے اندر ریاست ہائے متحدہ امریکہ خاصا طاقتور اور موثر ہے۔ اور اقوام متحدہ کے بجٹ میں سب سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے والے اکیلے ملک کی حیثیت سے اس کے مالی اثر کا بھی کوئی مقابلہ نہیں۔ پھر یہ حقیقت کہ اقوام متحدہ جسمانی طور سے امریکہ کی سرحدوں میں واقع ہے، واشنگٹن کے اثر ورسوخ کو ایک مزید ذریعہ مہیا کرتا ہے۔ پھر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے شہریوں کی اچھی خاصی تعداد اقوام متحدہ کے دفتروں میں موجود ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو ویٹو کا اختیار ہے جس کی مدد سے وہ کسی بھی ایسی تحریک یا اقدام کا خاتمہ کرسکتا ہے جو اس کے لیے جھنجھلاہٹ کا باعث ہو یا اس کے اور اس کے حلیفوں کے مفاد سے ٹکراتا ہو۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

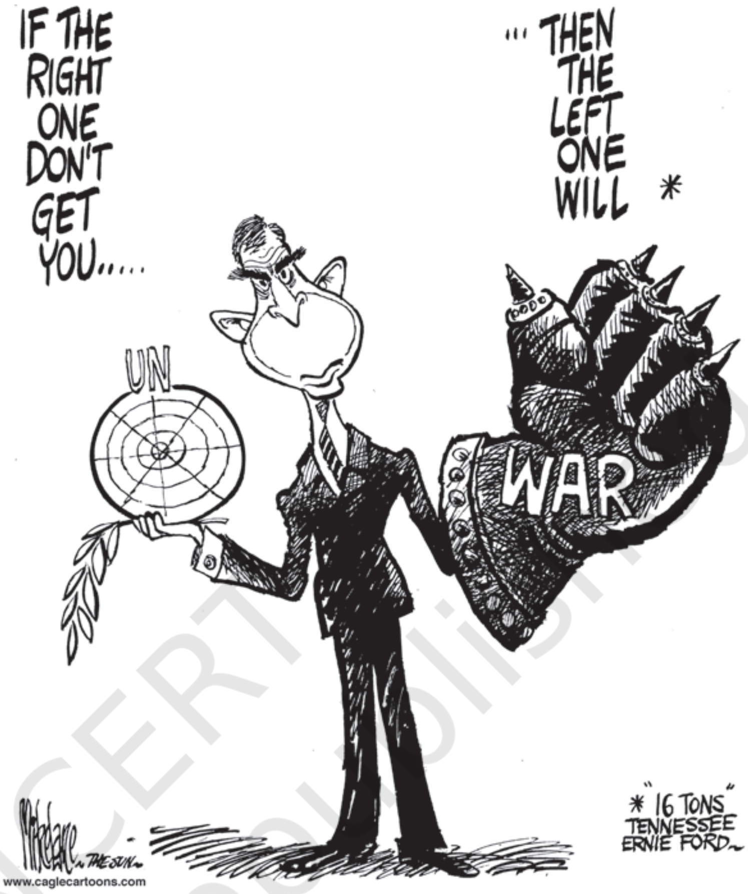

ایمنسٹی انٹرنیشنل

ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International)

ایمنسٹی انٹرنیشنل ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو دنیا بھر میں حقوق انسانی کے تحفظ کے لیے کام کرتی ہے۔ ''عالمی منشور برائے حقوق انسانی'' میں جن انسانی حقوق کا تذکرہ ہے یہ ان کے احترام کو فروغ دیتی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ تمام انسانی حقوق غیر منقسم اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ حقوق انسانی کی مختلف ملکوں میں حالت پر رپورٹ تیار کرتی ہے اور اس کو شائع کرتی ہے۔ اکثر حکومتیں ان رپورٹوں سے ناخوش ہیں کیونکہ ان رپورٹوں کا زیادہ تر حصہ سرکاری ذمہ داروں کی نااہلی اور غیر مناسب رویے پر محیط ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان رپورٹوں کا انسانی حقوق کی وکالت اور تفتیش میں بہت اہم کردار ہے۔

© NCERT not to be republished

کا اقوام متحدہ کے اندر اثر اور ویٹو کے اختیار نے واشنگٹن کو سکریٹری جنرل کے انتخاب میں بھی کافی اختیار دے رکھا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنے اسی اختیار (Veto) کا استعمال بقیہ دنیا کو بانٹنے کے لیے استعمال کرسکتا ہے بلکہ کرتا ہے تاکہ اس کی پالیسیوں کی مخالفت کم سے کم تر ہو سکے۔

اس طرح سے اقوام متحدہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طاقت کا متوازن یا ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن ان سب کے باوجود، ایک ایسی ایک قطبی دنیا جس میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا غلبہ ہو، اقوام متحدہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور بقیہ دنیا کو اکثر مسائل پر بحث ومباحثہ کے لیے ایک دوسرے کے سامنے بٹھا سکتی ہے بلکہ حقیقت میں بٹھایا ہے۔ خود ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے رہنما، جو اکثر اقوام متحدہ پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ یہ تنظیم دنیا کی 193 قوموں کو کسی بھی تنازعہ یا سماجی اور معاشی فروغ کے مسئلہ پر منظم کرسکتی ہے۔ جہاں تک بقیہ دنیا کا سوال ہے تو ان کے لیے اقوام متحدہ ایسا میدان ہے جہاں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پالیسیوں اور رجحانات میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مخالفت میں بقیہ دنیا شاید ہی کبھی ایک زبان ہوئی ہو، اور جب کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس طاقت کو متوازن کرنا قریب قریب ناممکن ہو، اقوام متحدہ یقیناً ایک ایسی جگہ ہے جہاں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے خاص خاص رجحانات اور پالیسیوں کے خلاف دلیلیں سنی جاسکتی ہیں اور سمجھوتوں اور مراعات کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔

انسانی حقوق کے نگراں Human Rights Watch

Human Rights Watch ایک اور بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم (NGO) ہے جو انسانی حقوق کے بارے میں تحقیق اور وکالت میں مصروف ہے۔ یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں حقوق انسانی کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ یہ عالمی میڈیا کی توجہ حقوق انسانی کی پامالی کی جانب مبذول کراتی ہے۔ اس نے کئی بین الاقوامی تنظیموں کے بنانے میں مدد کی ہے جیسے کہ زمینی سرنگوں (Landmines) پر پابندی، بچہ سپاہی کا استعمال پر پابندی اور ایک بین الاقوامی عدلیہ برائے جرائم کا قیام

اگرچہ اقوام متحدہ ایک غیر موثر ادارہ ہے لیکن اس کے بغیر دنیا اور خراب ہوجائے گی۔ معاشرہ اور مسائل کے درمیان بڑھتے ہوئے رشتے، جسے ہم عام طور پر ایک دوسرے پر انحصار کہتے ہیں، کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ دنیا کے سات ارب لوگ اقوام متحدہ جیسی تنظیم کے بغیر کیسے زندہ رہیں گے؟ خود ٹیکنالوجی کا مطلب ایک بڑھتی ہوئی باہمی انحصار ہے لہٰذا اقوام متحدہ کی اہمیت برقرار رہے گی۔ عوام اور حکومتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اقوام متحدہ اور دوسری بین الاقوامی تنظیموں کی حمایت اس انداز میں کریں اور ایسے راستے اختیار کریں جو ان تنظیموں اور ان کے اپنے مفاد اور بہبود اور ایک بڑی سطح پر بین الاقوامی برادری کی فلاح کے مطابق ہوں۔

مشقیں

1۔ ویٹو اختیار کے حوالہ سے مندرجہ ذیل بیانات پر غلط اور صحیح کے نشان لگائیے۔

(a) سلامتی کونسل کے صرف مستقل ممبر ہی ویٹو کا حق رکھتے ہیں۔

(b) یہ منفی قوت کی ایک قسم ہے۔

© NCERT not to be republished

(c) جب وہ کسی فیصلے پر مطمئن نہیں ہوتا تو سکریٹری جنرل اسی حق کا استعمال کرتا ہے۔

(d) ایک ویٹو سلامتی کونسل کی قرارداد کو ختم کرسکتا ہے۔

2۔ اقوام متحدہ کے طریقۂ کار کے حوالے سے مندرجہ ذیل بیانات پر غلط اور صحیح کے نشان لگائیے:

(a) تحفظ اور امن کے سارے مسائل سلامتی کونسل میں زیر بحث لائے جاتے ہیں۔
(b) انسانی مسائل کی پالیسیوں کا نفاذ اقوام متحدہ کے خاص اعضاء اور ماہر ایجنسیوں کے ذریعہ ہوتا ہے جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔
(c) سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ممبروں کی متفقہ رائے سلامتی کے کسی بھی مسئلہ کے نفاذ کے لیے بہت ضروری ہے۔
(d) جنرل اسمبلی کے تمام ممبر خود بخود اقوام متحدہ کے خاص شعبوں اور ماہر ایجنسیوں کے ممبر بن جاتے ہیں۔

3۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی خوبی ہندوستان کے سلامتی کونسل میں مستقل ممبر شپ کے دعوے کو زیادہ وزن دے گی؟

(a) نیوکلیائی صلاحیت۔
(b) یہ اقوام متحدہ کے قیام سے ہی اس کا ممبر رہا ہے۔
(c) یہ ایشیا کے اندر ہے۔
(d) ہندوستان ایک بڑھتی ہوئی معاشی طاقت اور ایک مستحکم سیاسی نظام ہے۔

4۔ اقوام متحدہ کا وہ شعبہ جو نیوکلیائی ٹیکنالوجی کی حفاظت اور اس کے پُرامن استعمال سے متعلق ہے، کون سا ہے:

(a) اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے ترک اسلحہ (The UN Committee for Disarmament)
(b) بین الاقوامی نیوکلیائی توانائی ایجنسی (International Atomic Energy Agency)
(c) یو این انٹرنیشنل سیف گارڈ کمیٹی (CommitteeUN) International Safe guard
(d) کوئی بھی نہیں۔

5۔ عالمی تجارتی تنظیم (WTO) ان میں کس تنظیم کی جانشین کی حیثیت سے کام کر رہی ہے:

(a) معاہدہ عامہ برائے تجارت و محصول (GATT)
(b) انتظام عامہ برائے تجارت و محصول (GATT)
(c) عالمی تنظیم صحت (WHO)
(d) اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام (UNDP)

6۔ خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

(a) اقوام متحدہ کا بنیادی مقصد .... ہے۔
(b) اقوام متحدہ کا سب سے بڑا افسر .... کہا جاتا ہے۔

مشقیں

© NCERT not to be republished

(c) اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں...................مستقل اور.....................غیر مستقل ممبر ہیں۔

(d) اقوام متحدہ کے موجودہ سکریٹری جنرل کا نام..............................ہے۔

7۔ مندرجہ ذیل فہرست میں سے اقوام متحدہ کے اداروں اور ان کی ذمہ داریوں کے مطابق جوڑی بنایئے:

1۔ معاشی اور سماجی کونسل۔

2۔ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹیس (International Court of Justice)

3۔ بین الاقوامی نیوکلیائی توانائی ایجنسی۔

4۔ سلامتی کونسل۔

5۔ اقوام متحدہ ہائی کمیشن برائے پناہ گزین (UN High Commision for Refugees)

6۔ عالمی تنظیم برائے تجارت (WTO)

7۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF)

8۔ جنرل اسمبلی۔

9۔ عالمی تنظیم برائے صحت (WHO)

10۔ سکریٹریٹ۔

(a) عالمی مالیاتی نظام کی نگرانی کرتا ہے۔

(b) بین الاقوامی امن اور سلامتی کو قائم رکھتا ہے۔

(c) ممبر ملکوں کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کی خبر گیری کرتا ہے۔

(d) نیوکلیائی ٹیکنالوجی کا پرامن اور باحفاظت استعمال کرتا ہے۔

(e) ممبر ملکوں کے درمیان جھگڑے اور تنازعہ کو حل کرتا ہے۔

(f) ہنگامی حالات میں پناہ اور طبی امداد فراہم کرتا ہے۔

(g) عالمگیر مسائل پر بحث ومباحثہ کرتا ہے۔

(h) اقوام متحدہ کی کاروائیوں اور انتظام میں رابطہ قائم رکھنا۔

(i) ہر ایک کے لیے صحت کی فراہمی۔

(j) ممبر ملکوں کے درمیان آزادانہ تجارت کو آسان بنانا۔

8۔ سلامتی کونسل کے کیا فرائض ہیں؟

9۔ ایک ہندوستانی شہری کی حیثیت سے آپ سلامتی کونسل میں ہندوستان کی مستقل ممبر شپ کے دعوے کے حق میں کیا دلائل پیش کریں گے؟ اپنے دعوے کو صحیح ثابت کیجیے۔

10۔ اقوام متحدہ کی تنظیم نو کے سلسلے میں جن اصلاحات کی سفارش کی گئی ہے ان کے نفاذ میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا

مشقیں

© NCERT not to be republished

مشقیں

تنقیدی جائزہ لیجیے۔

11۔ حالانکہ اقوام متحدہ جنگوں کو روکنے اور اس سے متعلقہ تباہی سے دنیا کو بچانے میں ناکام رہی ہے،لیکن دنیا کی قومیں اِسے برقرار رکھنے کے حق میں ہیں۔آخر اقوام متحدہ کو ایک ناگزیر اور لازمی تنظیم بنانے میں کون سے عناصر کارفرما ہیں۔

12۔ ''اقوام متحدہ کی اصلاحات کا مطلب ہے سلامتی کونسل کا ایک نیا ڈھانچہ''۔کیا تم اس بیان سے اتفاق رکھتے ہو؟ اس بیان کی موافقت یا مخالفت میں دلائل پیش کیجیے۔

© NCERT not to be republished